METALLIC MONEY SYSTEM ACCORDING TO THE ISLAMIC AND JURISPRUDENTS POINT OF VIEW

نظامِ زرِ معدنی کی شرعی وفقہی حیثیت علماء وفقہاء کی آراء

Imtiaz Ahmed Khoso, Research Scholar, Dept. of Islamic Learning, University of Karachi. Drimtiaz1@gmail.com,
Aijaz Ali Khoso, Asst. Prof. University of Sufism and Modern Sciences, Bhitshah, Sindh. aijaz.khoso80@gmail.com , https://orcid.org/0000-0002-1002-9881
Zahid Hussain Chana, Asst. Prof. Shaheed Benazir Bhutto University, Shaheed Benazirabad, Sindh. Zahid.channa@yahoo.com , https://orcid.org/0000-0003-4148-4091

ABSTRACT: *The meaning of Metallic Money System and making currency's reason in the light of Qur'an and Sunnah, Ijma-e-Umma and religious researchers. Was currency used before this current time? It was used in the period of the holy prophet ﷺ& his companion.*

KEYWORDS: *Metallic Money System, Uses of Currency in the time of the holy prophet and companion of the holy prophet peace be upon him, reasons of making currency.*

نظامِ زرِ معدنی (Metallic Money System):

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلیؒ لکھتے ہیں: ثم اتجہ الناس الی انقو دالمعدنیۃ واتفقوا علی جعل الذھبِ والفضۃ أثماناً للئاشیاء لتمیزھما بخواص:منھا الندرۃ، وقابلیۃ السبک والطرق والسحب ،والجمع والتفریق ،وحسن الرونق ،وخفۃ الحمل وقابلیۃالدفن دون تغیر ،والذھب افضل من الفضۃ ،لبھایئہ وثباتِ لونہ وعدمِ تغیرہ ،وتکرار سبکہ فی النار ،فجعلواالجزء منہ بعدۃأجزاء من الفضۃ،وجعلوا ھما ثمناً للاشیاء ،فصنعوا الدنانیر من الذھب ،والدراہم من الفضۃ(۱).

شیخ محمد سلیمان سونے اور چاندی کے سکوں کے ابتدائی مراحل کے بارے میں لکھتے ہیں: لذلک اتجہ الفکر الاقتصادی الی البحث عن الأستعاضۃ عن السلع کو سائط للتبادل بما یسھل حملہ، وتکبر قیمتہ، ویکون لہ من المزایا والصفات الکیماویۃ والطبیعیۃ مایقیہ عوامل التلف والتأر جح بین الزیادۃ والنقصان، فاھتدی الی المعادن النفیسۃ من ذھب وفضۃ و نحاس، ووجد فیھا أسباب التغلب علی الصعوبات التی کانت تصاحب السلع کو سائط للتبادل، فساد التعامل بھا ردحا من الزمن علی شکل سبائک وقطع غیر مسکوکۃ(۲). **ترجمہ: کموڈٹی منی سسٹم کی پیچیدگیوں کے بعد مفکرینِ اقتصادیات ایک ایسی چیز کی ایجاد کے طرف مجبور ہوئے جو کہ تمام آسانیوں کے ساتھ تبادلہ کا کام بھی کرے، نقل وحمل آسانی کے ساتھ کرنا میسر ہو، ریٹ بھی اچھی خاصی معیاری ہو، کیمائی اوصاف کے ساتھ اس طرح مزین ہو جو کہ اسے ہر طرح کے اتار چڑھاؤ اور تلف ہونے سے اسکی حفاظت کر سکیں۔ انسان کو ایک راستہ سونے، چاندی اور پیتل کی طرف ملا کہ ان چیزوں میں وہ تمام اسباب ہیں جو کہ ان پیچیدگیوں پر کنٹرول کرنے میں کافی معاون ثابت ہونگے جو ایک بڑے زمانے تک بطورِ تبادلہ کے ٹکڑوں کی صورت میں رائج رہے کافی لوگوں نے سکوں کی شکل میں انہیں ڈھال کر بطورِ ثمن کے دنانیر اور دراہم بنا کر استعمال کرنے لگے۔**

معجم مصطلحات الاقتصادیۃ والاحصائیۃ میں سکوں اور نقودِ معدنیہ کا ماحاصل یہ لکھا گیا ہے کہ: وھی عبارۃ عن قطع معدنیۃ تستعمل وسیطاً للتبادل اماوزناً واما عدّاولما کان الذھب والفضۃ تمیزا عن غیرھما من النقود السلعیۃ بالقبول الواسع لما یتمتعان بہ من

الخصائص فانها قد صیغا بأشکا ل معینۃ لیسهل التعامل بها ولتتساى کمیتها فی جمیع المضروب .فسکت النقود من معدنی الذهب والفضۃ ،واستعملا فی التبادلات والمعاملات بالعد(۳). خلاصہ :زرِ معدنی نام ہے اس معدنی ٹکڑے کا جو کہ کافی مقبولیت کے بعد دوسرے بضاعتی زر سے امتیازی حیثیت کے طور پر عدد اور وزن کے اعتبار سے سونے اور چاندی کے ڈھلے ہوئے سکوں سے بطورِ تبادلہ کے استعمال ہوں۔ان دونوں کی بہت ساری خصوصیات ہیں کہ یہ دونوں معین شکل میں بنائے جاتے ہیں تاکہ معاملات میں آسانی ہو اور تمام کے تمام ڈھالنے میں بطورِ کمیت کے برابر ہو اور خاص شکل کے بعد انکو بطورِ کرنسی کے ،تبادلات اور معاملات میں عدد کے حساب سے استعمال کیا جاسکے۔

علامہ جعفر بن علی دمشقی اپنی کتاب الاشارۃ الی محاسن التجارۃ میں لوگوں کی مائلی سونے اور چاندی کے سکوں کے طرف ہونے کو مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں: نظرت الاوائل فی شی یثمن بہ جمیع الاشیاء فوجد وجمیع مافی ایدی الناس امانبات اوحیوان او معادن فاسقطو النبات والحیوان عن هذه المرتبۃ۔ وأما المعادن فاختاروا منها الأحجار الذائبۃ الجامدۃ ثم اسقطوا منها الحدید والنحاس والرصاص------ الخ(۴). اس کا ماحاصل یہ ہے کہ ابتدا میں کافی عرصے تک نباتات ،حیوانات وغیرہ بطورِ کرنسی استعمال کئے گئے پھر کافی پیچیدگیوں کے بعد ان کے استعمال سے روگردانی کی گئی اور معدنی سکوں کی طرف رجحان کے بعد سونا اور چاندی کو بطورِ کرنسی کے استعمال پر اتفاق ہو گیا، کیونکہ انکو کسی بھی طرح اچھے سے اچھے شکل میں ڈھالا جانا ممکن ہے حفاظت کی غرض سے انکو دفنانا بھی آسان ہے ان ذریعے لین دین کے معاملات بھی آسان ہے، کونکہ کوئی بھی انکے قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا ان میں دھوکہ کا امکان بھی کم ہے، انہی عمدہ اوصاف کی وجہ سے عوام الناس نے بطورِ کرنسی کے ہر چیز کی ثمن کیلئے معیار بنا کر استعمال کرنے لگے اس طرح انکے حاصل ہونے کے بعد تمام اشیا کی خریداری ہر وقت آسان جب دل چاہے آسان ہو جاتی ہے۔

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زرِ معدنی کے بارے میں فرماتے ہیں: زرِبضاعتی کے زمانے کے بعد سونے اور چاندی کو ثمن قرار دیا گیا،اسلئے کہ یہ عالمی طور پر قبول تھے اور انکا نقل و حمل بھی آسان تھا۔ابتداء سونے کے ذریعے مبادلات سکہ سکہ ڈھالے بغیر انکی وزن کی بنیاد پر ہوتے تھے۔اسکے بعد سکے ڈھالنے کا آغاز ہوا۔ابتداء ہر شخص کو سکے ڈھالنے کی اجازت تھی۔اس دور کے نظام کو 'طلائی معیار' عربی میں 'قاعدۃ الذهب' اور انگریزی میں (Gold Standard) کہتے ہیں۔ پھر سونے کے علاوہ چاندی کے سکے بھی ڈھالے جانے شروع ہوئے اس نظامِ زر کو جس میں سونے اور چاندی دونوں کے سکے ڈھالے جاتے تھے 'دودھاتی معیار' (Bi-Metallic Standard) کہتے ہیں اور عربی میں ' نظام المعدنین' کہتے ہیں (۵).

دورِ نبویؐ میں دراہم اور دنانیر کا استعمال:

الاقتصاد الاسلامی والقضایہ الفقہیۃ المعاصرۃ میں لکھا گیا ہے کہ: وعند ما بعث الرسولؐ کانت النقود التی یتعامل بها الناس هی الدنانیر الذهبیۃ ، وادرهم الفضیۃ ،فشرع الرسو ل الکریمؐ من الاحکام ما ینظم تعامل المسلمین بهذین المعدنین :الذهب والفضۃ ،وهذه الاحکام التی ترف فی الفقہ الاسلامی بأحکام الصرف ، والاحادیث الشریفۃ التی تبینها کثیرۃ مشهورۃ۔عبادۃ الصامت رضی اللہ عنہ عن الرسولؐ أنہ قال : (الذهب بالذهب والفضۃ بافضۃ ،والبر بالبر ،والشعیر بالشعیر ،والتمر بالتمر ،والملح بالملح ،مثلاً بمثلٍ سواء بسواء،یدا بید ،فاذااختلفت هذه الاصناف فبیعوااذاشئتمااذاکان یدا بید . أبو سعید الخدریؓ عن الرسولؐأنہ قال:لاتبیعواالذهب بالذهب الا مثلاًبمثل،ولا تشفعوا بعضها

على بعض ،ولا تبيعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثلٍ ولا تشفعوا بعضها على بعض،ولا تبيعوا منها غائباً بناجزوما رواه أبو بكرۃ قال : (نهى رسول اللهﷺ عن الفضة بالفضة والذهب بالذهب الاسواء بسواء ، وأمرنا أن نشترى الفضة بالذهب كيف شئنا ،ونشترى الذهب بالفضة كيف شئنا. عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال : قال رسول اللهﷺ : (الذهب بالورق رباً الا هاء وهاء).وعن أ بى هريرة رضى الله عنه أن رسول اللهﷺ قال :(الدينار بالدينار لافضل بينهما ، والدرهم بالدرهم لا فضل بينهما(۶).

توان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپﷺ کے زمانے میں بھی دراہم ودنانیر رائج تھے۔

دورِ نبوی میں رائج روم اور فارس کے نقود کا جائزہ:

اسی بات کی تصدیق علامہ مقریزیؒ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے: وكانت نقود العرب فى الجاهلية التى تدور بينها الذهب والفضة لا غير ترد اليها من الممالک دنانير الذهب قيصرية من قبل الروم ودراہم فضة على نوعين سوداء وافية، وطبرية عتقا۔ وكان وزن الداراهم والدنانير فى الجاهلية مثال وزنها فى الاسلام مرتين، ويسمى المثقال درهماً والمثقال ديناراً، ولم يكن شئے من ذلک يتعامل به أهل مكة فى الجاهلية، وانما كانت تتعامل بالمثاقيل وزن الدراہم وزن الدنانير، وكانوا يتبايعون بأوزان اصطلحوا عليها فيما بينهم، وهى الرطل، هو اثنتا عشر أوقية، والأ وقية هى أربعون درهماً، فيكونالرطلثمانيناوأربعمائةدرهم(۷).

مذکورہ بالا عبارت سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کے ہاں جو رائج الوقت نقود تھے وہ سونے اور چاندی کے تھے۔ رومی قیصری دینار کہلاتے تھے اور چاندی کے دراہم دو قسموں پر مشتمل ہوتے تھے ایک بالکل کالا اور دوسرا پرانے طبری طرز کا۔ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلاکے دراہم ودنانیر کے وزن میں کوئی فرق نہ تھا دونوں وزن ہیں برابر تھے، اہلِ مکہ زمانہ جاہلیت میں صرف دراہم و دنانیر سے لین دَین کرتے تھے اور ان کے رائج شدہ دراہم و دنانیر ان کے اصطلاحی اوزان کے مطابق تھے ایک رطل (۱۲) بارہ اوقیہ کا تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کالہذا ایک رطل ۴۸۰ درہم کا ہوتا تھا۔

صاحبِ فتوح البلدان اپنے کتاب میں لکھتے ہیں كانت دنانير هرقلترد على أهل مكة فى الجاهلية، وترد عليهم دراہم فارس البغلية، فكانوا لا يتبايعون الا على أنها تبر غير مضروبة، وكان المثقال عندهم معروف الوزن، ووزنه واحد و عشرون قيراطاً وثلاثة أسباع، ووزن العشرة دراہم سبعة مثاقيل. وكانت قريش تزن الفضة بوزن تسميه درهماً و تزن الذهب بوزن تسميه ديناراً. فكل عشرة من أوزان الدراہم سبعة من أوزان الدنانير. وكان لهم وزن الشعيرة وهو واحد من الستين من وزن الدرهم. والأوقية وزن أربعين درهماً، والنواة وزن خمسة دراہم، فكانوا يتبايعون بالتبر على هذه الأوزان(۸). ترجمہ: اہلِ مکہ کے ہاں زمانہ جاہلیت میں ہرقل روم کے دنانیر ہوتے تھے اور دراہمِ بغلیہ فارس کے بھی اہلِ مکہ کے زیرِ استعمال رہتے تھے اور عرب کے لوگ انہی دراہم و دنانیر کے ذریعے تمام بیوعات سرانجام دیتے تھے اور مثقال کا وزن ۲۱ قیراط اور ۱۳ سبوع انکے ہاں رائج تھا اور دس دراہم کا وزن سات مثقال سے کیا کرتے تھے اور قریش چاندی کا وزن دراہم سے اور سونے کا وزن دینار سے کیا کرتے تھے اور ہر دس درہم کا وزن سات دنانیر کے وزن کے برابر ہوا کرتا تھا۔ اور ان کے ایک ''جو'' کا وزن درہم کا ساٹھواں (۶۰) حصہ ہوا کرتا تھا اور ان کے ایک اوقیہ کا وزن چالیس درہم کے مساوی ہوا کرتا تھا اور گٹھلی کا وزن پانچ دراہم کے مساوی ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح اہل قریش ان مذکورہ اوزان کے ذریعے تجارت کیا کرتے تھے۔

آپﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی روم اور فارس کے رائج الوقت سکے چلتے تھے اور قریش کے سابقہ اوزان جو آپﷺ کے بعثت سے پہلے رائج تھے آپﷺ نے انہیں باقی رکھا اور انہیں کالعدم قرار نہیں دیا۔ وزن کے ساتھ تولنے کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ روم اور فارس سے

آنے والے دراہم و دنانیر کے اِوزان میں بڑے حد تک کمی بیشی ہوتی تھی۔ اسی سبب کی بناء پر زمانہ جاہلیت میں اہل مکہ عدد کے حساب سے وصولی نہیں کرتے تھے، بلکہ دراہم و دنانیر تول کے حساب سے وصولی کیا کرتے تھے۔ نبی کریمؐ نے زمانہ جاہلیت کے دور کے وزنوں کو ہی برقرار رکھا۔ امام ابوالحسن بلاذری ''فتوح البلدان'' میں ذکر فرماتے ہیں: فكانوا يتبايعون بالتبر على هذه الأوزان فلما قدم النبى صلى الله عليه وسلم مكة اقرهم على ذلک(۹). ترجمہ: اہل مکہ جن اوزان پر لین دَین کے تمام معاملات کیا کرتے تھے تو جب آپؐ کی بعثت ہوئی تو بھی آپؐ نے انہی پرانے زمانے کے اوزان کو ثابت رکھا ان میں تبدیلی نہیں فرمائی۔

اسی مندرجہ بالا عبارت کی مزید تشریح میں ابن خلدون لکھتے ہیں: وكانوا يتعاملون بالذهب والفضة وزناً، كانت دنانير الفارس ودراہمهم بين أيديهم ير دونها فى معاملتهم الى الوزن، ويتصارفون بها بينهم الى آن تفاحش الغش فى الدنانير والدراہم(۱۰). ترجمہ: عرب کے لوگ سونے اور چاندی کے ساتھ وزن کا معاملہ کرتے تھے اور فارس کے دراہم و دنانیر کو اپنے معاملات میں استعمال کیا کرتے تھے اور ان ہی کے ذریعے اپنے معاملات طے کیا کرتے تھے، حتی کہ اگر دراہم اور دنانیر میں کھوٹ غالب ہو جائے پھر بھی ان ہی کے ذریعے وہ معاملات کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے تھے۔ دورِ نبوی کے بعد خلفاءِ راشدین نے بھی دورِ نبوت کی تابعداری کرتے ہوئے فارس اور روم کے نقود کے ذریعے اپنے معاملات نمٹایہ کرتے تھے، لیکن ان میں مزید بہتری لانے کی کوشش اور ان نقود کو اسلامی علامت کی طرف ڈھالنے کے لئے بھی شب و روز جہد میں مصروف تھے۔

صحابہ کے ادوار میں نقود کے استعمال کا اثبات:

ڈاکٹر حسان مزید لکھتے ہیں: وبعد وفاة النبیؐ استمر الخلفاء الراشدون فى استعمال النقود الفارسية والرومية، وبالرغم من انشغالهم بالفتوحات الاسلامية الأانهم فكر وافى تغيير تلك النقود ووضع بصماتهم عليها، فأضاف عمر بن الخطاب نقوشأ اسلامية على العملات المتداولة، وضرب عمر الفلوس على طراز عملة هر قل و سجل اسمه عليها۔ وأضاف كلمة ''الحمدلله'' على بعض الدراہم، وعلى بعضها''محمد رسول الله'' وعلى بعضها''عمر'' وهكذا، ونقش بعضهم كلمة ''بسمه الله'' أو''باسم الله ربى(۱۱)''. ترجمہ: آپؐ کی رحلت کے بعد اصحابِ رسول فتوحات اسلامیہ میں مصروف ہونے کے باوجود بھی انہوں نے فارس اور روم کے رائج کرنسی کا استعمال جاری رکھا مگر پھر بھی ان کرنسیوں کو اسلامی ڈھانچے میں لانے میں مصروف تھے، چنانچہ ثانی خلیفہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقود پر اسلامی علامات نقش کرانیکا اہتمام فرمایا اور فلوس کے بناوٹ اور انداز کو رومی فلوس کے مشابہ بنا کر کچھ اضافات کروائے۔ کچھ نقود پر ''الحمدللہ'' کے لفظ کا اندراج کروایا اور کچھ پر ''محمد رسول اللہ'' کے لفظ کا اندراج کروایا اور کچھ پر '' عمر'' لکھوادیا، اسی طرح کچھ کبارِ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے ''بسم اللہ'' اور ''باسم ربی'' بھی کنند کروایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی حد تک ان نقود میں بہتری لانے کیلئے متحرک تھے اور انکو اچھے سے اچھے ڈھانچے میں ڈھالنے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجودہ نقود کو اچھے سے اچھے نقود میں تبدیل کرانے میں متفکر ہوتے تھے، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے عزم کیا کہ دراہم و دنانیر کو سونے اور چاندی سے ہٹ کر اونٹ کی کھال سے بنوانے کا حکم دوں جس پر آپ سے درخواست کی گئی کہ پھر تو اونٹوں کی نسل ختم ہو جائیگی، چنانچہ پھر

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عزم وارادے کو ترک فرمادیا تھا۔اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان نقود کو کافی اسلامی طرز پر ڈھالنے کی جدو جہد فرمائی اور ان نقود پر ''اللہ اکبر ''کے الفاظ نقش کروائے تھے اور اس قول کی تصدیق مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقود پر '' اللہ اکبر ''کے کلمات لکھوائے۔علامہ مقریزی لکھتے ہیں: عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت جس کے وقت میں فنی، مالی، اور ادارتی امور میں کافی ترقی ہوئی اور آپ نے اسلامی دنانیر اور دراہم بنواکر پورے خطے میں پھیلادیئے جب عبدالملک بن مروان کی حکومت مستحکم ہوئی تو انہوں نے عدد اور تولے جانے والے دراہم ودنانیر کی طرف اچھی خاصی توجہ مبذول فرمائی اور ۷۶ھ میں انہوں نے عملی طور پر دراہم ودنانیر ڈھلوانے کا آغاز فرمایا۔انہوں نے سوائے شامی حبہ کے ایک دینار کا وزن ۲۲ قیراط اور ایک درھم کا وزن ۱۵ قیراط متعین فرمایا، اسی طرح حجاج بن یوسف جو کہ اس وقت عراق کا سربراہ اور منتظم تھا اسکو لکھ کر بھیجا کہ وہ بھی انکے ہدایت کے مطابق اسی جیسے دراہم ودنانیر بنوانے کا آغاز کرے۔اور انکے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی طرز کے دراہم ودنانیر بنوانے کا آغاز عراق میں بھی ہو چکا تھا (۱۲)۔

اسلامی طرزِ عمل کے سکوں کے بنانے کی وجہ: وقیل فی سبب ضربها أن عبدالملک بعث بکتاب الی ملک الروم جاء فی مقدمته 'قل ھو اللہ احد'' وذکر النبیؐ فانکر ملک الروم ذلک، وبعث الی عبد الملک بکتاب ذکر فیہ: ان لم تترکوا ھذا والا ذکرنا نبیکم فی دنانیر نابما تکرھون۔ فعظم ذلک علی عبدالملک واستشار الناس، فاشار علیہ یزید بن خالد بضرب السکۃ و ترک دنانیر ھم (۱۳).

ترجمہ: اسلامی دراہم ودنانیر بنوانے کی سب سے بڑی ایک وجہ یہ تھی کہ جس وقت عبدالملک بن مروان نے روم کے بادشاہ کے طرف خط بھیجا اور خط کے ابتدائی کلمات اللہ جل جلالہ اور اسکے حبیب حضرت محمد مصطفیؐ کے تعریفاتی جملوں پر مشتمل تھا تو باشاہِ روم نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے خلیفہ عبد الملک کو جواباً تحریری خط بھیجا کہ اگر تم نے اسلام کے نام پر سکوں کے بنانے سے باز نہ آئے تو پھر ہم آپکے نبی کے نام کو اپنے دراہم ودنانیر پر نازیبا الفاظ میں کنندہ کروادیں گے جو کہ تمہیں خوب ناگوار گزریگا عبد الملک پر یہ جواب انتہائی بھاری پڑا اور اس نے اسلامی ملک کے سکوں کے بنانے کا مشورہ طلب کیا تو یزید بن خالد نے رومی اور فارسی سکوں کے عدمِ استعمال اور اسلامی ملک کے سکوں کے بنوانے کا مشورہ دیا۔'' سکے ڈھالنے کی اجازت صرف اور صرف حکومت کو ہوگی کسی اور کو اجازت نہ ہوگی تاکہ مارکیٹ میں طلب ورسد کے صورتحال پر کنٹرول کیا جاسکے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ جب سکوں کے ڈھالنے کی اجازت صرف حکومتِ وقت کو ہو۔اسلئے حجاج بن یوسف نے اسکے کنٹرول کو سنبھالنے کیلئے سخت سے سخت اقدامات کئے تاکہ معاشرے میں ہر امیر وغریب کو برابر کے حقوق مل سکیں کسی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

عام لوگوں کو کرنسی بنانے کے بارے میں فقہا کا اختلاف:

احناف کا مسلک: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بارے میں رائے مختلف تھی انہوں نے فرمایا کہ عوام الناس کو بھی ان سکوں کے ڈھالنے کی اجازت ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے بنائے ہوئے سکوں کے ساتھ عوام الناس کی طرف سے بنائے ہوئے تمام سکوں کا اوصاف اور اوزان میں مماثلت ہو نا ضروری ہے۔اور اس طرح کرنے میں اسلام اور اہل اسلام کا ذرّہ برابر

بھی ضرر نہ ہو تو عام لوگوں کے لئے بھی حکومتِ وقت کے بنائے ہوئے سکوں کے اوصاف و اوزان کا خیال رکھتے ہوئے سونے اور چاندی سے دراہم ودنانیر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کھرے دراہم کو چھپکے سے بنانے پر نا جائز ہونے کا فتوی دیا تھا، کیونکہ یہ سلاطین کا وصف ہے(۱۴)۔

مالکیہ کا مسلک: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے بنانے کو مکروہ کہا ہے :وکرہ ذلک الامام مالک ،وقال:انہ من الفساد ولو کان الضرب علی الوفاکما روی عن سعید بن المسیب ان من یضرب النقود من غیررجال الدولۃ أو السلطۃ الحاکم یعتبر من الفساد فی الأرض(۱۵). امام مالکؒ نے کرنسی بنانے کی اجازت صرف حکومتِ وقت کو دیا ہے اور ہر ایک کو بنانے کی اجازت کو ناپسند فرمایا ہے فساد کے دروازے کے کھلنے کے خدشے سے، کیوں ہی انکے بنائے ہوئے سکے حکومتِ وقت کے بنائے ہوئے سکے کے مشابہ نہ ہو، اسی طرح حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حاکمِ وقت کے علاوہ دوسرے کو سکے بنانے کی اجازت دینے میں زمین میں کافی انتشار پھیل جانے کا خدشہ ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

(۱) د: وہبۃ الزحیلی، دار الفکر المعاصرہ بیروت، المعاملات المالیۃ المعاصرۃ ۱۵۰

(۲) عبداللہ بن سلیمان بن منیع، مطبع الفرزدق التجاریۃ ریاض سعودی عرب ۱۹۸۴ء، الورق النقدی تاریخ حقیقتہ قیمتہ حکمہ ۲۵

(۳) ڈاکٹر عبد العزیزہ یکل، دار النھضۃ العربیۃ لبنان الطبعۃ الثانیۃ (۱۴۰۶ھ) معجم مصطلحات الاقتصادیۃ والاحصائیۃ ۱۱۰

(۴) ابو الفضل دمشقی، مکتبۃ الکلیات الازہریۃ قاہرہ مصر ۱۹۷۷ء، الاشارۃ الی محاسن التجارۃ ۲۲، ۲۳

(۵) جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ المعارف کراچی، اسلام اور جدید معیشت ۹۳

(۶) علی احمد السالوس، دار الثقافۃ الدوحۃ، مؤسسۃ العیان للطباعۃ والنشر والتوزیع، الاقتصاد الاسلامی والقضایا الفقھیۃ المعاصرۃ ۵۰۳، ۵۰۴

(۷) احمد بن علی المقریزی، المکتبۃ الحیدریۃ بغداد عراق ۱۹۶۷ء، شذور العقود فی ذکر النقود ۳/۴

(۸) امام ابو الحسن البلاذری، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۷۸ء، فتوح البلدان ۴۵۲

(۹) امام ابو الحسن البلاذری، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۷۸ء، فتوح البلدان ۴۵۲

(۱۰) ابن خلدون، المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ سعودی عرب ۱۹۹۷ء، المقدمۃ لابن خلدون ۱/ ۲۲۷

(۱۱) حسان علی حلاق، دار الکتاب المصری قاہر مصر ۱۹۸۶ء، تعریب النقود والدواوین ۲۲...۲۴

(۱۲) احمد بن علی المقریزی، منشورات المکتبۃ الحیدریۃ بغداد عراق ۱۹۶۸ء، النقود الاسلامیہ ۱۰

(۱۳) احمد بن علی المقریزی، منشورات المکتبۃ الحیدریۃ بغداد عراق ۱۹۶۸ء، النقود الاسلامیہ ۱۰

(۱۴) عمر بن محمد السلمی، دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء، نصاب الاحتساب ۲۳۱

(۱۵) الدکتور عدنان الترکمانی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، السیاسۃ النقدیۃ والمصرفیۃ ۶۷